

# عشقِ اہل بیتؑ

## ادب اور تقاضے

اردو ادب اور نوحدہ منقبت خوانی میں عشقِ اہل بیتؑ،  
محبت، معرفت اور ان کے تقاضوں پر ایک نئی اور اچھوتی نگاہ

راہبر مسلمین حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای دامت برکاتہ

مترجم: سید صادق رضا نقوی

اراکین بزمِ فاطمہؑ کراچی

حضرت فاطمہ زہرا ؑ کے ولادت باسعادت کے بدسرت موقع پر

رہبر مسلمین حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای دامت برکاتہ

کے شعراءِ اکرام، فوج اور منقبت خوانوں سے اہم خطاب کا خلاصہ

### محرم اللہ الرحمہ الرحیم

آپ نام بردار ان کو اس عیدِ خوشی اور اس عظیم شخصیت کی ولادت باسعادت کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

حضرت فاطمہؑ کی روحانی شخصیت: اسلام کا مجرہ

یہ بات خود اسلام کے مجرہوں میں سے ایک مجرہ ہے کہ حضرت فاطمہؑ ایک مختصری عمر میں ایسے بلند اور عالی مقامات تک رسائی حاصل کرتی ہیں کہ ”سیدۃ النساء العالمین“ سرورِ زنانِ عالمین کا خطاب پائی ہیں۔ یعنی پوری تاریخ کی پاک و پاکیزہ اور عظیم ترین ہستیوں سے بھی بلند مرتبہ حاصل کرتی ہیں۔ یہ کون سی قدرت ہے اور یہ انسانی باطن کو اندر سے تبدیل کرنے والی کون سی روحانی طاقت ہے کہ جو ایک انسان کو ایک مختصری مدت میں معرفت و عبودیت اور قہر است و پاکیزگی کے بحرِ کبرا میں تبدیل کر دے اور اسے روحانیت و معنویت کی اورج و بلند یوں تک

پہنچا ہے؟ ایہ بات بذات خود اسلام کے معجزوں میں شمار کی جاتی ہے۔

نسل آخر ﷺ، حضرت فاطمہؑ کی ایک عظیم فضیلت

اس عظیم ہستی کی رفعتوں اور فضیلتوں میں سے ایک اس عظیم ہستی سے اس کی مبارک نسل کا ظاہر ہوتا ہے کہ جو حضرت فاطمہؑ کی سوزہ کوثر سے قطعی کا صدیقی کامل ہے چاہے اس کے بارے میں کوئی بھی حدیث بیان نہیں کی جاتی۔ خاندان رسالت ﷺ اور اس سے قطعی رکھے والے ایک ایک امام ہدایت پر خداوند عالم کی اتنی برکتیں احقرت امام حسینؑ، حضرت زینبؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام جوادؑ اور حضرت امام صادقؑ ع بھی عظیم اور پاک و پاکیزہ ہستیوں کے وجود سے ظاہر ہونے والے اغراضی و مانتہائی مددغوی اور اغروی حسن و دھانیوں، خوبصورتیوں اور دلخواہ نعمتوں سے پورا عالم بڑ ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ عالم معرفت و معنویت اور ہدایت کے سیدھے راستے پر ان بزرگوار ہستیوں کے کلمات، درسوں اور ان کی تعلیمات و معارف سے کیا نشان و عظمت برپا ہے۔ ایہ ہے حضرت فاطمہؑ کی نسل اور اس کی برکت!

حضرت فاطمہؑ سے قولاً اور محبت کی عظیم نفوت پر خداوند عالم کا شکرانہ

ہمیں چاہئے کہ ہم خداوند عالم کے بہت شکر گزار ہوں کیونکہ حضرت فاطمہؑ سے قولاً اور روحی و محبت ہمارے لئے ایک بہت بڑی نفوت کا وجود رکھتی ہے۔ ہم خدا کے شکر گزار ہیں کہ ہم نے اس عظیم ہستی کو پیدا اور اس کی معرفت حاصل کی، خداوند اعز و اشکر کہ ہم نے خود کو اس مبارک ہستی کے لطف و دھانی کے سامنے میں اس سے متوکل کیا ہے۔ ہم اس بات پر بھی باریک دہا رہے کہ حضرت میں بعد و ریح ہیں کہ ہم نے اس عظیم المرتبت ہستی کے وجود کی قدر و قیمت کو جان لیا ہے، اسی سے متوکل کیا ہے، اسی سے معرفت کی بلندیوں کے حصول کے طالب ہیں اور ہمارے عشق و محبت کے کاغذ اسی کی طرف گامزن ہیں۔ یہ سب خداوند عالم کی بڑی بڑی نعمتیں ہیں اور ہمیں ان کی حفاظت کرنا چاہئے۔

دین میں عقل، قلب اور دلیل کا اپنا مقام ہے

اور ایمان اور جذبات و احساسات کا اپنا کردار

اس سلسلے میں آپ نور اور منقبت خواں حضرات کے کردار کے بارے میں ہم اپنی دوسری گفتگو کا آغاز

کر رہے ہیں۔ اگرچہ دین کی بنیادیں عقل و عقلانیت، قلب اور احساسات پر قائم ہیں اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں

ہے لیکن کوئی بھی عقلی و فلسفی نظریہ اور دلیل و برہان، عقلی ایمان و یقین اور دلی احساسات و جذبات کی آبیاری کے بغیر نہ تو نشوونما پاسکتا ہے اور نہ ہی تاریخ میں مضبوطی سے قائم رہ سکتا ہے۔ دوسرے مکاتب فکر کی نسبت آسمانی مذاہب اسی خصوصیت کے حامل ہیں: آسمانی مذاہب اپنی آئیڈیالوجی، نظریات اور فلسفوں میں دوسرے مکاتب سے یکی فرق رکھتے ہیں کہ یہ سب انسانوں کے ایمان کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں۔ ایمان، علم کے علاوہ ایک بالکل مختلف چیز ہے، ایمان نہ تو استدلال ہے اور نہ ہی فلسفہ بلکہ ایمان ایک ”عقلی امر“ کا نام ہے، ایمان، احساسات اور ہمدردی اور رحمتی کے جذبات کی جگہ ایک ہی ہے۔ ایمان یعنی اپنا دل کسی کے حوالے کرنا اور دینا، اس مقام پر یہاں دل کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایمان کی پوری تاریخ میں احساسات، ہمدردی اور رحمتی کے جذبات نے اس طرح اپنی حفاظت کی ہے:

عقل سے کسی علمی مقول کا ادراک اور چیز ہے

اور دل سے اس پر ایمان لانا ایک الگ بات!

اس بات کی طرف توجہ رکھتے ہوئے کہ فلسفوں اور نظریات کی جنگ میں کوئی فلسفہ اور نظریہ ایسا نہیں ہے کہ جو آسمانی مذاہب اور نظریہ تو حید کے فلسفے خصوصاً اسلامی عقائد فلسفے کے سامنے جم کر کھڑا ہو سکے، لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے، بہت سے ایسے افراد ہیں کہ جو اسلامی مذاہم اور اسلامی اصول و قوانین کو جانتے ہیں اور وہ حقائق سے بھی باخبر ہیں لیکن انہوں نے اپنے دلوں کو ان حقیقتوں کے سپرد نہیں کیا ہے۔

آپ کا کیا خیال ہے کہ صدر اسلام کے زمانے میں ان تمام افراد نے کہ جنہوں نے حضرت علیؑ اور ابیطالبؑ (ولایت کی) حقانیت کو خود بخیر اسلام ﷺ کی زبانی سنا تھا، کیا وہ ان حقائق اور فضیلتوں کو نہیں جانتے تھے؟ جی ہاں ان کو یقیناً ان تمام حقائق کا علم تھا۔ ہم نے روایات میں پڑھا ہے کہ ان افراد نے بخیر اسلام ﷺ کے دونوں لب ہائے مبارک سے خود سنا تھا اور انہیں علم بھی تھا لیکن جو چیز ان کے پاس نہیں تھی وہ اس معلوم چیز پر ایمان تھا، یعنی جو چیز انہیں معلوم تھی اس پر ایمان ان کے پاس نہیں تھا، بالفاظ دیگر جس چیز کا انہیں علم تھا انہوں نے اپنا دل اس حقیقت کے حوالے نہیں کیا تھا۔ وہ کون سی چیز ہے جو ایمان کا راستہ روکتی ہے؟ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ایمان کی راہ میں رکاوٹ ہیں کہ جس کے بیان کیلئے ایک مفضل بحث کی ضرورت ہے۔

روح ایمان کی پرورش میں نوحہ و منقبت خوان، شاعری اور ادب کا مؤثر کردار

روح ایمان کی پرورش کیلئے مختلف عملی میدانوں میں موجودگی، ہنر، شعر و شاعری اور ادب کا کردار بہت مؤثر اور قیمتی نکندہ ہوتا ہے۔ آپ اس مقام پر ایک مداح اور اکر اہل بیت ؑ کا مقام و حضرات و کچھ سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں میں ایمان کو پیدا کرنے اور انہیں جلا دینے والا، عقیدت و محبت، مؤذات اور تعلیمات قرآن و اہل بیت ؑ کے چرخوں کو روشن کرنے والا اور نوجوانوں اور ان کی محبوب و معصوم شخصیات کے درمیان ایک مضبوط تعلیمی رشتہ اور رابطہ قائم کرنے والا ہے۔ نوحہ ایک ایسے ہی کردار کا حامل ہے اور اس کا یہ کردار بہت اہمیت رکھتا ہے۔

ذاکرین، نوحہ و منقبت خوان حضرات کی اہم ذمہ داری

ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مداح اہل بیت ؑ اپنے کام کی اہمیت کا ادراک کریں اور جب انہیں اپنے اس کام کی اہمیت معلوم ہو جائے گی تو اس اہمیت کے مقابل ان پر ایک ذمہ داری عائد ہوگی تو وہ اس ذمہ داری کا احساس کریں گے۔ اس ذمہ داری کا کیا مطلب ہے؟ یعنی جس چیز کے متعلق روز قیامت ہم سے سوال کیا جائے گا۔

فردائے قیامت کے سوال کے جواب کیلئے امام زین العابدین ؑ کا ایک جملہ!

امام زین العابدین ؑ کی دعا ہے: ”مکارم الاماکن میں ہم پڑھتے ہیں کہ“ **وَأَسْتَغْفِرُكَ بِمَا فُتِنْتُ بِهَا** ”خدا کے اس جملے کا مطلب یہ ہے،“خداوند اگلے فردائے قیامت تو مجھ سے جس چیز کے متعلق سوال کرے گا تو اسے میرے پروردگار اس چیز کے بارے میں میری مدد فرما کہ جس کا جواب میں آج اپنے عمل میں چار کروں۔“ پس آپ پر بھی ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یعنی آپ سے کل سوال کیا جائے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ایسا کام انجام دیں کہ جو فردائے قیامت کے سوال کا جواب بھی ہو اور نہایت دہندہ بھی!

ذمہ داری کی ادا نگہی کیلئے تین نصیحتیں!

جب یہ بات معلوم ہوگی تو آپ یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ذمہ داری کس طرح ادا کی جاسکتی ہے؟ جو کچھ ہم نے اور آپ نے کہا، جو کچھ مداح اور مدائک و محقق اور صاحبانِ فہم و فراست نے اہل بیت ؑ کی مداح و شاعرانہ کی منقبت کے بارے میں کہا، یہ سب اسی سوال کا جواب تھا کہ ہم کیا کام انجام دیں؟ ”ہم کیا کام انجام دیں؟“ میرے ایک جملہ ہے لیکن یہی ایک مختصر سا جملہ ایک ضخیم کتاب کے برابر جواب رکھتا ہے۔ اگر اس کتاب کے تین جملے آپ کی خدمت میں عرض کریں تو ان میں سے ایک یہ ہے:

پہلی بات:

کلام و اشعار کے ذریعہ سامعین کے ایمان و معرفت کو زیادہ ہونا چاہئے!

جب ہم اشعار پڑھتے ہیں تو ہمیں اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ یہ اشعار صارف سامعین اور مخاطبین کے ایمان کو زیادہ کریں۔ پس اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نہ تو ہر شعر پڑھیں گے اور نہ ہی ہر قسم کے طرز و لہجہ اور نثر و سخن کا استعمال کریں گے بلکہ اس انداز سے اشعار پڑھیں گے کہ ان کے الفاظ، معانی اور طرز و لہجہ سب مل کر مجموعی طور پر سامعین کے ذہن پر اچھے اثرات مرتب کریں۔ لیکن کس چیز کے اثرات مرتب کریں؟ سامعین کے ایمان کو بڑھانے اور انہیں جلا دینے میں اللہ تعالیٰ واضح سی بات ہے کہ یہ بات کوہِ آسمان ہے، یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ انسان اکھاڑے کے باہر کھڑا ہو کر اکھاڑے کے اندر موجود گرنے والے پہلوان کو دستور دے لیکن واقعاً عمل کرنا سخت ہے۔ آپ یہ کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں، آپ حضرات کی آواز بہت اچھی ہے آپ اس سطح میں قدرت و طاقت اور نشاط و سرور کے مالک ہیں اور جو کچھ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ اسے انجام دے سکتے ہیں۔

کلام و اشعار کے معنی و مفہوم اور طرز و لہجہ میں

جذبات پسندی ضرور ہو مگر اسلاف کی روایات کے مطابق!

میں آپ تو جوان شاعر و مداحان اہل بیتؑ اور نو جوان حضرات کو اس بات کی تاکید اور سفارش کرتا ہوں کہ اس سطح میں اپنے اسلاف کی روایات اور اصول و قوانین کو اپنے ہاتھوں سے نہ جانے دیں اور انہی سے مراد ملو و حاصل رہیں۔ میں دینی اور غیر دینی مسائل میں نوآوری اور جذبات پسندی کا موافق اور مخالف ہوں، عقلی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور جذبات پسندی کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر آپ کی خواہش ہے کہ جذبات پسندی میں کمال حاصل کریں تو اس نوآوری اور جذبات پسندی کا حصول اسلاف کی روایات اور ان کی تعلیمات کی روشنی کے میں مطابق ہونا چاہئے۔

”اَتَقْلِي مَنْحَطُوْرَةً اَوْ اَتَقْلِي مَنْ بَنَى السَّقْفِي“۔ ”کچھ افراد اہل گراہی مکان تعمیر کرتے ہیں، آپ آکر اسی مکان پر ایک اور منزل تعمیر کرتے ہیں، دوسرا گھس آکر آپ کی تعمیر کردہ منزل پر ایک اور منزل بناتا ہے تو اس وقت یہ مکان ایک بلند بلا عمارت کی شکل اختیار کر جائے گا۔ لیکن اگر یہ ہو کہ ایک گھس ایک مکان کی تعمیر کرے، آپ آئیں اور اسے خراب کر کے اس کی جگہ ایک اور مکان تعمیر کر دیں، اسی انداز میں ایک اور گھس آئے اور

آپ کے قہر کردہ مکان کو متحد کر کے اس کی جگہ ایک نامکان کھڑا کر دے تو یہ مکان اسی طرح ہمیشہ ایک ہی منزل کی صورت میں باقی رہے گا۔ اپنے استادوں، بزرگ علماء، اسلاف اور ان تمام افراد سے نیکیوں کی جنہوں نے اس مسئلے میں اپنے سر کے بالوں کو سفید کیا ہے اور آپ ان سے حاصل شدہ معلومات میں اضافہ کریں۔ جذبات پختہ اگر اس طرح حاصل اور نہ بنے شیوے اور راستے اس طرح دریافت کیے جائیں تو بہت کارآمد اور اچھے ثابت ہوتے ہیں۔

موجودہ نسل کے نوحہ و منقبت خوان اور گانوں،

غزلوں اور توہیدوں کی دھن پر نوحے، سلام اور منقبت!

اب موجودہ نسل کے کچھ نوجوان خواہ وہ (ایرانی اور دیگر میڈیا کے گریجویٹ اور ٹی وی پر) جانتے نہ ہوں اور اشعار کی (گلوکاری کرنے والے ہوں) (حرام گلوکاری کی بات تو چھوڑ دیئے!) کہ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان (جانتے نہ ہوں) کی طرز، لہجہ اور دھن کی کیفیت اور شکل و صورت بھی بہت خراب ہے یا خواہاں سراسر احمقانہ نوحہ خوانی اور مرثیہ اور سوز و غم پر مبنی نوحے والے ہوں یا جشن اور محفل میلاد و منقبت و سلام کے ذریعہ احمقانہ عقیدت کرنے والے ہوں، ایک دم سامنے آ کر برہنہ ہو سکتی (یا اظہار و پاکستانی گانوں اور غزلوں) کی طرز و لہجہ اور دھن پر نہایت بُرے اور بھڑکے انداز سے نوحہ و سلام، یا مرثیہ و منقبت کے اشعار پڑھنا شروع کر دیں اور وہ طرز و لہجہ اپنائیں کہ جو فرض کیجئے کہ جو کسی مغربی (یا اظہار پاک کے کسی) گلوکار یا اس کی تقلید کرنے والے (اظہار پاک کے کسی گلوکار) نے اپنے کسی معروف گانے یا غزل میں اپنائی ہو، ہم آ کر ان کی وہی طرز و لہجہ اور دھن اپنائیں اور اسے اپنی مجلس، خواجوں اور سلام و منقبت میں استعمال کریں (۱)۔

(۱) اور اگرچہ ان میں کئی سلام اور منقبت میں اپنی بیت <sup>۱۳۳۸</sup> کی حلف و خطبات کا بیان ہوتا ہے، لیکن کے بعد اب کا ذکر، ایک طرف انکی عظمت و بزرگی اور دوسری طرف ان گانوں، غزلوں اور دھن کی طرز: <sup>۱۳۳۸</sup> کی حلف و خطبات سے عذارتی لہجہ اسی طرح انہوں نے سلام میں بھی اور منقبت و تحسین میں بعض مقامات پر ایسے اشعار پڑھے جاتے ہیں کہ جو آسمانی بیت اور جہاد کے گراں کی شان، مرحلت اور مقام پر مبنی کے نہ صرف شایان شان نہیں ہوتا بلکہ اصل مقامات قرآن و احادیث کی تعلیمات کے سراسر خلاف اور نفرت دینے کے معانی ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ بلا کر اس کی دہرائی ہے کہ، شعرا کو اس باب حرم کر لیں اور شعرا کا فرض ہے کہ وہ اس بارے میں طرے سے اضافی نہیں لکھ پڑھیں اور نہ منقبت خواجوں حضرات کو گناہ دہرائی ہے کہ انہوں نے منقبت اور تحسین کی طرز میں ان گانوں، غزلوں اور توہیدوں کی طرز اور دھن سے دہرائی اور مجلس و مجلس کی دہرائی، یا لہجہ، یا نغمہ (محرم)



ابن افرات نے ایرانی مصلیٰ موسیقی کو جس کی ایک قسم حلال بھی ہے، کو خراب کیا ہے، ناسمجھ رہے کہ کھٹکاب کی کامیابی کے بعد حالات بدتر ہوئے ہیں البتہ اس قدیم ایرانی موسیقی کی ایک حرام قسم بھی ہے اور اس میں ایرانی اور غیر ایرانی موسیقی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سب ان حالات میں ہمارا کوئی نوحہ یا منقبت نواس یا جائز ترانوں کو پڑھنے والا کوئی نوجوان دیکھ رہا اور فی دی (اور تھاس و شب، بدکاری اور فرس عزرا) پر آئے اور لفظ اور حرام چیزوں کی تہلیل کرتے ہوئے مغربی یا دوسری موسیقی یا مصوٰعہ کے فنکشنوں اور محفلوں کی موسیقی کو اپنی تھاس عزرا نوحوں اور محفل میلاد میں لے آئے ایہ بات ہرگز درست نہیں ہے اور سراسر لفظ ہے۔ البتہ اچھی آواز اور خوبصورت صدا کو نہی موسیقی سے خراب کیا جاسکتا ہے اسی طرح متوسط اور نا اعلیٰ آواز کو اچھی موسیقی سے اچھا بنا یا جاسکتا ہے، موسیقی بذات خود اپنی جگہ ایک مقولہ ہے۔

دوسری بات:

ایک اچھے اور بہترین شعری تصدیق

اب آئیے اشعار و کلام کے مطالعہ کی جانب کو خود یہ امتحان بہت طویل ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ اشعار کے الفاظ کو اچھا اور بہترین ہونا چاہئے، اس لئے کہ سب افراتھے اشعار کو نہیں جانتے ہیں، ہر وہ شعر کہ جسے ایک ادبی ذوق نہ سمجھ سکے والا اچھا شعر تصور کرے، اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ یہ شعر اچھا ہے، ایک شعر شناس اور ادبی ذوق رکھنے والا انسان شعری تصدیق کرے کہ یہ ایک اچھا اور بہترین شعر ہے۔

ایک اچھے کلام کا فائدہ اور اس کی خصوصیات

ایک اچھے شعر اور کلام کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ایک اچھے کلام کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بغیر اس کے کہ ہم اور آپ کلام اور شعر اور اس کے مفاد کو کھڑے ہوئے، وہ اپنے سامع پر بہترین اثرات مرتب کرتا ہے، یہ ہے ایک کلام اور شعر کا بہترین اثر و خیر خواہ سامع اس ہنر کے اچھے ہونے کی تحقیق نہ کر سکے لیکن وہ اپنے سامع کے ذہن و قلب پر ایک بازاری، سطحی اور اعلیٰ مفاد پر تعلیمات سے ماری کلام و شعر سے بہت زیادہ، مگر اور شائق تاثر چھوڑ جاتا ہے، یہ ہے ایک اچھے کلام اور شعر کا فائدہ، البتہ ایک کلام اور شعر کے الفاظ کو اچھا، خوبصورت دیکھنا اور مضبوط اس کے مضامین و مفاد کو غالب، تازہ و جدید اور غیر تکراری اور اس کے مطلب و معنی کو کہ جو اس تمام گفتگو کی جان اور لب لباب ہے، سنی آموز ہونا چاہئے۔

تیسری بات:

اچھے کلام کا مطلب و معنی: سبق آموز ہونا ہے!

کلام و اشعار کے الفاظ اور الفاظ سازی کے علاوہ ایک اور مقولہ ہے کہ جسے کلام و اشعار کا مطلب و معنی کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ باتیں کہ جو آپ اپنے اشعار میں اہل بیتؑ کے عقیدت مندوں کیلئے بیان کر رہے ہیں یا انہیں دہی ہو رہا ہے تاکہ وہ اس سے اپنی ملی زندگی میں سبق لے سکیں۔ ایک دامن کو فرض کیجئے کہ جو خبر پر جا کر اپنی کھٹکلی ابتداء سے لے کر انتہا تک ”قصاحت و بلاغت“ کے فن پامروں سے اپنی ”طنخ“ کو نہایت دے اور ”قائلوں“ کو ”بخ“ سے ”خطابت“ کو آرائش دے لیکن اپنے موضوع سے متعلق اس کے سامعین کی معرفت و بصیرت میں ذرہ برابر اضافہ نہ ہو تو ایسے شخص نے نہ صرف اپنا وقت تک کیا ہے بلکہ دوسروں کا وقت بھی بردار کیا۔ نوہ خوان اور سلام و خیریت پڑھنے والا بھی اسی طرح ہے۔

کلام اور شعر اگر معصومؑ کی حقیقی محبت و معرفت کو ہمارے

دل میں زیادہ اور اس کے عمل سے شوق پیدا نہ کرے تو وہ قائل اعتراض ہے!

وہ کلام و اشعار جو آپ پیش کرتے ہیں خواہ اس کے الفاظ کتنے ہی خوبصورت کیوں نہ ہوں خواہ وہ حضرت قائلہؑ کے بارے میں ہی کیوں نہ ہوں لیکن وہ کلام و اشعار ایسے مقامات اور مضامین پر مشتمل ہوں کہ سامعین اس سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہ کر سکیں، ان لوگوں کی اس عظیم ہستی کی نسبت معرفت میں اضافہ ہو، خود اس عظیم المرتبت خاتون کے قویہ و عرقانی مقامات سے کوئی چیز سمجھیں، نہایت رسول ﷺ کی مجاہدانہ زندگی کو اپنے لیے سرمشق قرار دیں اور اس کو ہر گرجا کے دروازہ کے دروازے سے جو بذات خود ایک درس ہے، چونکہ وہ ایک معصوم ہستی ہے اور اس کی ایک ایک حرکت اور عمل ہمارے لئے درس اور مشعل زندگی کی حیثیت رکھتا ہے، کوئی چیز نہ سمجھیں تو یہ کیا کلام (شرعی) اعتراض و اشکال سے خالی نہیں ہوگا!

کلام کو منوثر، ہدایت بخش اور جہت رہنمائی ہونا چاہئے

بہرے دوستو! میں آپ کی ذمہ داری بہت سخت ہے، آپ کا کام ان بعض افراد کے حلال کے بالکل برعکاف ہے جو یہ تصور کرتے ہیں کہ ہم چار بیٹے اور چھ اشعار پڑا کر گلیں اور (لوگوں کے ذہنی و روحانی جذبات و احساسات سے بادی فائدہ حاصل کرنے کیلئے) ایک مقتول اور لوگوں کو سرگرم اور مصروف کرنے والی آواز دھوا بھی رکھتے ہوں، ہرگز

نہیں آپ کا یہ کام بہت سخت ہے چنانچہ آپ کے اس کام کو بھرپور تعاون، موثر ہدایت، خلل اور لوگوں کو جھٹ دینے والا ہونا چاہئے۔

دشمن: قرآن و اہل بیت علیہ السلام سے ہماری محبت اور ایمان کا مخالف ہے ا

آج کی دنیا میں ہمیں کتنے مسائل کا سامنا ہے۔ ہمیں صرف امریکی دشمنی و مخالفت اور ایٹمی توانائی کا مسئلہ درپیش نہیں ہے، بلکہ یہ مسائل بھی بہت اہم نوعیت کے حامل ہیں بلکہ آج دنیا کے تمام سیاسی، فکری، مراکز اور پروپیگنڈا مشینیں اس بات کیلئے منصوبہ بندی کر رہی ہیں کہ کس طرح اس سرزمین سے جنم لینے والے ایمان کے اس مضبوط رشتے و تعلق اور اسلامی و قرآنی اصولوں سے پابندی کے مہد و پیمان کو ان سوسن مخلوب سے باہر نکال بیٹھیں۔ کیا آپ یہاں بیٹھے یہ سوچ رہے ہیں کہ زندگی کی گاڑی ایسے ہی چل رہی ہے انہیں جناب! یا ایک میدان جنگ و کارزار ہے یہاں ہمارے اس اسلامی معاشرے اور اسلامی نظام اور ان افراد کے درمیان ایک حقیقی جنگ ہے جو اس مقدس سرزمین سے ایمان کی جڑوں کو خشک کرنا چاہتے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ ہمارے مخلوب کو قرآن و اہل بیت علیہ السلام کی معرفت سے خالی کر دیں اس لئے کہ یہ افراد یہ بات ابھی طرح جان چکے ہیں کہ قرآن و اہل بیت علیہ السلام کی تعلیمات کی بنیادوں پر قائم یہ اسلامی نظام ہمارے علم و حکم، مصالح، طلبی اور استحصال کی پالیسی سے ہرگز سازگار نہیں ہے اور یہ دنیائے اٹھارہ کی تسلط و برتری اور اس کے ایجنٹوں اور منافقوں کی جانب سے استعمال کیے جانے والے ہتھکنڈوں کے مقابلے میں کبھی خاموش نہیں بیٹھے گا اور ان تمام حقائق کو ابھی طرح جانتے ہیں۔ وہ اس بات کے درپے ہیں کہ اس تو حیدری ولایت اہل بیت علیہ السلام، محبت و عنایت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مذہبی تعلیمات کی نسبت دینی غیرت و تعصب اور علم و حکم و حکم سے مقابلے کے عقیدے اور علم و حکم کو قبول کرنے کی برائی اور قیامت کو مختلف حیلوں، بہانوں کے ذریعہ لوگوں کے دلوں سے باہر نکال دیں! اس سلسلے میں وہ مختلف قسم کے ہتھکنڈوں کو نہ صرف استعمال بھی کر رہے ہیں بلکہ انہیں اپنی زبان سے بیان بھی کرتے ہیں۔

امریکی کانگریس کا کہنا ہے کہ وہ اکیلیٹین ڈائریکٹوریٹ میں مسجدِ بیت کی بحالی کیلئے استعمال کر رہے ہیں! اب اس نے اس کا نام مسجدِ بیت رکھا ہے اور اس بارے میں آزاد ہیں کہ اس کا جو بھی نام رکھنا چاہیں رکھ لیں لیکن معلوم ہے کہ حقیقت کیا ہے؟ وہ لوگوں کے دلوں پر مضبوطی سے جھکی ہوئی اور ان کی روح و جان پر کامل تسلط رکھنے والی اسلامی نظام کی فکری اور نظریاتی بنیادوں کو ختم کرنے کے خواہاں ہیں یہ ہے ان کا ہدف اور یہ ہے ان کی غرض۔

یہ اگرچہ اس مقصد کے حصول کیلئے خرچ کرنا چاہتے ہیں یہ ظہیرِ رقم ہوں اور گولیوں کیلئے خرچ نہیں کی جاتی بلکہ اس ظہیرِ رقم کا بہترین مصرف اسلامی نظام (اور کتبِ تشیع) کے خلاف ہر دیکھنے اور مختلف شکلوں میں انہدام پانے والے کسی مختلف کچل اور شکافی کام ہیں، پس یا ایک جگہ ہے۔ اس جگہ میں جو طبقہ لوگوں کے ایمان و معرفت، اُن کے قلوب، آخرِ مصومینؑ کے نام نہی اور اہل بیتِ صحت و طہارتؑ سے سروکار رکھتا ہے اس کی ذمہ داری اور تکلیف بہت سنگین ہے۔ میرے بھائی! آپ اپنی ذمہ داری کی کج طرح شناخت کیجئے اور اس سے کج استفادہ کیجئے۔

اتحادِ بین المسلمین کا مقصد

میں نے سالِ رواں کی ابتداء میں امتِ مسلمہ کے اتحاد اور اخوت و بھائی چارگی کا مسئلہ اٹھایا تھا، اتحادِ بین المسلمین کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام مذاہب میں دینی تعصب بیدار نہیں ہونا چاہئے۔ آپ ایسا کوئی کام انجام نہیں دیتے کہ جس سے کسی غیر شیعہ مسلمان کے جذبات آپ کے خلاف بھڑک اٹھیں اور وہ بھی کوئی ایسا کام انجام نہ دے کہ جس سے اُسے اپنے مذہب اور کتبِ فکر کے تعصب کو آپ کے خلاف بھڑکنے کا موقع ملے کیونکہ دشمن اسی موقع کی تلاش میں ہے۔

مسلمانوں کا باہم دست و گریباں ہونا سودمند ہے یا اُن کا اتحاد؟!

آپ ملاحظہ کیجئے کہ آج فلسطین میں دو گروہ باہم برسرِ پیکار ہیں اسرائرائیل کیلئے اس سے بھڑا اور کیا بات ہو سکتی ہے! انہماک اس کے کہ مسلمانوں کی بددلوئوں کا ناسرائیلیوں کی طرف ہو یہ مسلمان آج میں دست و گریباں ہیں! (صرف مسلمانوں کی ہی بات نہیں بلکہ اگر کہیں مومنین بھی خدا خواست باہم دست و گریباں ہیں تو) یہ بات بھی اسرائرائیل کیلئے ایک بہترین فائدہ ہے اسرائرائیل سختی ظہیرِ رقم خرچ کرتا جب جا کر یہ صورتحال پیش آتی (مگر مسلمان اور مومنین مفت اور بلا معاوضہ یہ کام انجام دے رہے ہیں!)۔ فرض کیجئے کہ لبنان میں بھی ایک گروہ سر اٹھائے اور دوسرے گروہ سے لڑنا شروع کر دے! اسرائرائیل اور اسرائرائیل کیلئے اس سے بڑھ کر اور کون سی فتنہ ہو سکتی ہے! یہ بہتر ہے یا یہ کہ حزبِ اللہ کی مانند ایک گروہ آگے آئے اور سب اُس کے پیچھے چلے جائیں کہ اسرائرائیل کو کھست دیں؟ واضح سی بات ہے کہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف اُن کیلئے ایک سودمند چیز ہے۔ پوری دنیا میں کبھی صورتحال موجود ہے: اگر مصر، اردن، عراق، پاکستان، بھارت اور ترکی سمیت دیگر ممالک کے مسلمان ہر نکل کر اسلامی جمہوریہ کی حمایت میں نعرے لگائیں، کیا یہ صورتحال اسرائرائیل کیلئے بہتر ہے یا وہ یہ کام انجام دیں کہ ایک مسئلے میں اسلامی جمہوریہ اپنا ایک مؤقف پیش

کرتے اور یہ تمام مسلمان اقوام خاموش رہیں بلکہ بعض اس کی مخالفت بھی کریں؟ واضح سی بات ہے کہ دشمن اس دوسری صورت کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

شیعہ سنی مذہبی اختلافات اور جذبات کو بھڑکانا؛ دشمن کا اصلی ہدف!

لیکن دشمن اپنے مقصد میں کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے؟ اور یہ کام کس طرح ممکن ہے؟ یہ کام بہت آسان ہے۔ اور یہ کام کریں گے کہ شیعہ اور سنی مسلمانوں کے درمیانی اور مذہبی جذبات کو ایک دوسرے کے خلاف بڑھائیں اور ابستہ کو اس بات کا یقین دلانیں گے کہ شیعہ حضرات صحابہ کرامؓ کو سب و شتم کرتے ہیں اور یہ لوگ آپ کے مقدس افراد کو ایسا ویسا کہتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں میں جدائی اور فاصلے ایجاد کریں گے اور دشمن کی دیرینہ خواہش یہی ہے۔ جب سے شیعہ سنی اتحاد کی بات جاری ہے تو یہ اتحاد دشمن کے کشانوں کی زد پر ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ ایک گروہ دین باتوں کو نہیں سمجھتا ہے؟

امام مثنیٰؑ جو اتحاد بین المسلمین کے سب سے بڑے حامی تھے لیکن اس سب اتحاد، اخوت و بھائی چارگی کے عملی نعروں اور دستورات کے باوجود وہ اتحاد کے تمام دھڑیلوں سے زیادہ احمد اہل بیتؑ کی نسبت ان کی ولایت، ان کا عقیدے، اعلیٰ مرتبت اور عشقِ سب سے زیادہ تھا اور ان کا وصیت نامہ ان کی اس عقیدت و محبت کا واضح اور منہ پران ثابت ہے۔

اختلافات کو ہوا دینے والوں کو اپنی صفوں سے باہر نکال دیجئے!

اگر آپ غلط کریں کہ معاشرے میں ایسے افراد ہیں جو ان تعلیمات کے برخلاف عمل کرتے ہیں تو ایسے افراد کو اپنی مداخلت سے باہر نکال دیجئے اور ان سے اپنی مخالفت کا مکمل کراہان کیجئے، یہ لوگ ہیں جو اسلام کی جڑوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں بلکہ یہ لوگ کتب تشیع کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور ان لوگوں کے اس طرز عمل سے اسلام کو مسلسل نقصان پہنچ رہا ہے۔ یہ تمام امور بہت اہم مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔

آج اتحاد بین المسلمین وقت کی ضرورت اور اسلامی نظام کے نفع میں ہے اور اس کے خلاف حرکت کرنا امرِ بکا اور صحیح نعوں کے قاعدے میں ہے اور ان تمام افراد کے حق میں ہے جو دنیائے اسلام میں اپنی جیبوں کو ڈالروں سے بھر رہے ہیں۔ بہر حال ہم خداوندِ عالم سے دست بردار ہیں کہ وہ ہماری ہدایت فرمائے۔

و عاتقہ کلمات

پروردگار!

اے پاکیزہ و روشن دلوں اور صریح و شگماورز کر کرنے والی! ان زبانوں پر اپنا لطف و کرم نازل فرما:

بارالہ!

ہم سب، ہمارے شہداء، سر جوین اور امامِ حقؑ کی طرف سے حضرت فاطمہؑ پر بے شمار

درود و سلام نازل فرما:

خداوند!

ہم کو اس ذاتِ مقدس کی برضا و خوشنودی حاصل کرنے اور اس عظیم المرتبتِ حقؑ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما! ہماری قوم کو روز بروز سر بلندی عطا فرما اور حضرت امام زمانہؑ کے قلبِ مقدس کو ہم سے راضی فرما۔

و السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

# ﴿ التماس سورة الفاتحه ﴾

سید ابو ذر شہرت بلگرامی ابن سید حسن رضوی

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی

سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی

سیدہ اُم حبیبہ بیگم بنت سید حامد حسین

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی

مسح الدین خان

شمشاد علی شیخ

حاجی شیخ علیم الدین

و جملہ شہداء و مرحومین ملت جعفریہ

شمس الدین خان

فاطمہ خاتون

طالبانِ حق

سید حسن علی نقوی، عثمان ضیاء خان، سید شمیم  
نور حبیب حیدر، حافظ محمد علی، مسلم جعفری

